آرچ بشپ ووہ ٹی کن کا ایک نمائندہ اور چار ایف اے بی سی کے نمائندے شریک ہوئے۔

عبدالرحمن وحید (مسلم) نکوکانا (پروٹسٹنٹ) اور محترم فیزل وسالو (بودھ) کو دعوت دی گئی کہ وہ تعاون برائے انسانی ترقی کے موضوع پر اپنے مذاہب کے نقطہ نظر سے خیالات کا اظہار کریں۔ قومی کمیشنوں نے اس بات پر زور دیا کہ قومی انسانی ترقی اور بین المذاہب مکالمہ جاتی کمیشنوں کے درمیان تعلقات اور تعاون کو مزید بڑھایا جائے اور یہ کہ سہولتیں بہم پہنچانے والوں کے لیے ایک تعلیمی پروگرام بنایا جائے۔ جو سماجی کاموں اور بین المذاہب مکالمے کے لیے ان کی تربیت کا حصہ ہو۔

انہوں نے بتایا کہ اس پروگرام میں انسانی ترقی کے سماجی، تہذیبی اور دوسرے پہلوؤں کا تجزیہ، دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ کام کرنے والوں میں مکالمت کا فروغ، سماجی معاملات میں بڑھتی ہوئی ذمہ داری اور عمیق تر روحانیت کے لیے مذہبی بصیرت وادراک میں اضافہ میں شامل کیا جائے۔ علاوہ ازیں دوسرے مذاہب کے فہم وبصیرت کے مطابق باطنی استغراق اور غور وفکر سے متعلق مواد کو بہتر بنایا جائے تاکہ بین المذاہب مکالمے اور سماجی کاموں کے لیے بشپوں، عام لوگوں، مذاہب اور مبلغین کی واقفیت اور مواقع میں اضافہ ہوسکے اور اسکے ساتھ بین المذاہب مکالمے کے لیے تحریری راہنما اصول اور معلومات تیار کی جائیں۔

انہوں نے سفارش کی کہ قومی کمیشنوں کو مشترکہ سیاسی دینیات مرتب کرنی چاہیے۔ جس میں سماجی ترقی سے متعلق سرگرمیوں کے اعدادوشمار اور مذہبی وتہذیبی اقدار کی تفصیل مہیا کی جائیں اور انہیں استعمال کیا جائے۔ غرباء کے ساتھ کام کرنے والوں نے بتایا کہ وہ اپنے کام کو لوگوں کے مذہبی عقائد سے ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں۔ بین المذاہب مکالمے میں منہمک افراد نے کہا کہ غریبوں، محروموں، پسماندہ طبقوں معذوروں اور غیر مراعات یافتہ لوگوں کی بہبود وفلاح میں سرگرم عمل مختلف مذاہب کے لوگوں کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دیہاتوں کی سطح پر کام کو پھیلایا جائے۔ (کیتھولک نیوز کی رپورٹ)

افریقہ

چاڈ: رومن کیتھولک چرچ میں نیا جوش وخروش

چاڈ خشکی میں گھرا ہوا وسیع وعریض ملک ہے۔ جس کا 1284 کلومیٹر کا علاقہ فرانس، سپین اور اٹلی تینوں ملکوں کے رقبے کے برابر بنتا ہے اور یہ لیبیا، سوڈان وسطی کا فریقہ کیمرون، نائیجیریا اور نائجر کے درمیان واقع ہے۔ یہ رقبہ بہت بڑے نیم صحرائی میدان کی صورت میں ہے۔ یہ میدان شمال میں کوہستان تک بلند ہوتا چلا گیا ہے اور مشرق کی طرف چاڈ جھیل کے علاقے تک پھیلا ہوا ہے۔ دریا چاڈ نے اس ملک کو دومعینہ خطوں میں تقسیم کررکھا ہے۔ شمال میں تقریباً

تمام علاقہ صحرا (کل رقبے کا 4/5) ہے اور جنوب تمام کا تمام زرعی علاقہ ہے جہاں تمام اہم ترین شہری مراکز واقع ہیں۔ شمالی علاقے میں نیم ذاتیں اور نیم عرب باشندے آباد ہیں جن میں قلبے قبیلے کے لوگ بھی شامل ہیں جبکہ جنوب میں مقامی سیاہ فام گروہ مثلاً سارہ وغیرہ رہتے ہیں۔ آبادی کا تقریباً نصف حصہ شمال میں جبکہ باقی نصف جنوب میں رہتا ہے۔ شمال میں رہائش پذیر آبادی مسلمان ہے جبکہ جنوب کے لوگ اپنے روایتی افریقی مذاہب کے پیروکار ہیں دورجیت مظاہر کے ماننے والے

انیسویں صدی میں یورپی سیاح برطانوی اور جرمن، جھیل چاڈ پہنچے۔ انیسویں صدی کے آخر میں فرانس کی فوجی مداخلت کے نتیجے میں 1909ء میں چاڈ فرانس کی نگرانی میں آگیا اور 1915ء میں یہ فرانسیسی خط استوائی افریقی فیڈریشن کا حصہ بن گیا۔ 1946ء میں چاڈ کو فرانس کا سمندر پار علاقہ قرار دے دیا گیا۔ ریفرنڈم کے نتیجے میں یہ جمہوریہ کہلایا اور 11 اگست 1960ء کا سورج اس کی آزادی کا دن بن کر طلوع ہوا۔

چاڈ کا چرچ غالباً افریقہ میں سب سے کم عمر چرچ ہے۔ یہاں عیسائی تبلیغ کا کام 60 سال قبل شروع ہوا۔ اگرچہ شمالی چاڈ میں اس کام کا انحصار بنیادی طور پر خرطوم کے عیسائی مبلغین پر تھا لیکن کمبونی مشنریوں کو فرانسیسی استعماری حکام نے اس علاقے میں کام کرنے کی اجازت نہ دی۔ ذیل میں وہ اہم تاریخیں درج کی جاتی ہیں جن میں عیسائیت کے بتدریج تعارف اور مقامی چرچ کی بنیاد پڑی۔

1929ء: سب سے پہلے دو مشنری آئے ہولی گھوسٹ فادر ہیری آو اور کولوب۔ انھوں نے موجودہ ماونڈو سے 17 کلومیٹر کے فاصلے پر چاڈ مشن کی بنیاد رکھی۔ ان دونوں ہستیوں کا تعلق بنگوئی سے تھا۔

1931ء: فادر ڈی بیلینے ایس جے، فوجی پادری کی حیثیت سے چاڈ پہنچا اور اس نے شمالی علاقے میں بکثرت دورے کرنے شروع کر دیے۔

1936ء: عیسائیت کا جنوبی علاقے میں آغاز۔

1946ء: چند اور یسوعی (JESUITS) اور کچھ کنواری مریم کے نام پر زندگی وقف کرنے والے لوگ یہاں پہنچے۔ جس سے عیسائیت کو مزید فروغ ملا۔ اور شمال کے ساتھ رابطے کا آغاز ہو گیا۔

1947ء فورٹ لامی "پری فیکچر اور اپوسٹولک" تعمیر ہوا جس کی پیروی میں ماونڈ (51ء) اور "پالا" میں پری فیکچر اپوسٹک تعمیر ہوئے بعد میں یہ تینوں فورٹ لامی 1955ء میں ماونڈر 1959ء اور پالا 1964ء میں بشپ کے علاقے قرار پائے۔

1957ء: ماونڈ میں چاڈ کے پہلے پادری ریورنڈ نجیبی کا تقرر۔

1961ء: آرچ بشپ کے حلقہ فورٹ لامی میں جمینا کے نام سے یکموئی ہولے کا قیام، اسی موقع پر فورٹ لامی اور پالا ایوسٹیولک کے حلقوں سے کچھ علاقے لیکر ماونڈر اور فورٹ آرکمبالٹ (سارہ) کے نیابتی بشپی حلقوں کا قیام۔

1985ء: پہلے چاڈ کے پہلے بشپ متھیاس نگاربھی میادی کا تقرر (پہلے بطور امدادی بشپ برائے سارہ اور پھر بطور اقامتی ذمہ داری) ایسکوپیٹ کی طرف سے پہلی عیسائی درسگاہ کا افتتاح۔

1989ء: ڈوبا میں ملک کے پانچویں بشپی علاقے کا تعین۔ جنوری میں چاڈ اور ہولی سٹی (وٹی کن) کے درمیان سفارتی تعلقات کی بحالی۔

چاڈ کی 54 لاکھ کی آبادی میں سے اکثریت مسلمانوں کی ہے (تقریباً 50 فیصد) جبکہ 40 فیصد روحیت مظاہر اور افریقہ کے روایتی مذاہب کے پیروکار ہیں۔ باقیماندہ 10% عیسائی ہیں۔ 328000 کیتھولک، آبادی کا 1ء6 فیصد ہیں جبکہ 1971ء میں یہ صرف 6ء4 فیصد تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بتپسمہ دیے ہوئے افراد کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ زیادہ تر مسلمان این جمینا کے شہری حلقے میں رہتے ہیں جس کا رقبہ 1080771 کلومیٹر (کل ملک کا تقریباً 5/6) ہے۔ اس کی آبادی 2500000 ہے۔ ان میں کیتھولک صرف 27600 ہیں جبکہ روحیت مظاہر اور عیسائیوں کی اکثریت جنوبی چاڈ میں رہتی ہے۔ دیگر چار بشپی علاقوں میں جو کہ تمام کے تمام جنوب میں واقع ہیں۔ کیتھولک عیسائیوں کی تقسیم کچھ اسطرح ہے۔ ماونڈ 140000 ڈوبا 97000 سارہ 40000 پالا 20000۔

مقامی پادریوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چاڈ کے پہلے پادری کی تقرری 1957ء میں عمل میں آئی جبکہ 1970ء اور 1980ء کے درمیان سات نئے پادری مقرر کیے گئے اور اب انکی تعداد 30 ہے، پورے چاڈ میں پادریوں کی تعداد کا 15 فیصد موجودہ 177 پادریوں میں سے 34 علاقے کے بشپ ہیں جبکہ 143 عام پادری ہیں مزید برآں شعبانی سے تعلق رکھنے والوں میں 45 مذہبی افراد غیر پادری ہیں۔ 228 ننیں 9 سیکولر اداروں کے 9 ارکان، 92 باقاعدہ علم نہ رکھنے والے مشنری اور 5362 دینی مدارس ہیں۔ پیشہ ورانہ نقطہ نظر سے مستقبل خاصہ حوصلہ افزا نظر آتا ہے (اس وقت این جمینا کی سان لوقا کی درسگاہ میں 57 بڑے مدرس ہیں جبکہ پالا اور سارہ کی درسگاہوں میں 100 چھوٹے مدرس تعلیم دے رہے ہیں۔ اس طرح مذہبی زندگی گزارنے والی عورتوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ مقامی پادریوں کی تعداد میں بتدریج اضافے سے مستقبل قریب میں مقامی نظام حفظ مراتب قائم ہونے کا امکان ہے۔ جیسے متھیاس گارٹیری میادی، چاڈین بشپ آف سارہ وغیرہ۔

ایک نئی قسم کی عیسائیت یعنی کلچر یافتہ عیسائیت کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ جس سے انجیل کو کلچر اور کمیونیکیشن کے مقامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس تجربہ کو

1978ء میں پالا کے مشنریوں نے شروع کیا تھا۔ اس میں دینیاتی اور مشنری اعلانات کو یادداشتی طریقہ کار کے نظام میں ڈھالا گیا ہے۔ اس نظام کے تعارف کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ زبانی پیغامات کی ترسیل چاڈ کے کلچر کا ایک بہت اہم حصہ ہے۔ حقیقت میں معاشرے کے اکثر سرکردہ افراد پڑھنا لکھنا نہیں جانتے اور یہ نظام حتی کہ مطلق ان پڑھ آدمی کو بھی الفاظ کی ادائیگی اور مذہبی تقریبات کو چلانے کے قابل بنا دیتا ہے۔ یہ محض یاد کرنے کا سوال نہیں ہے بلکہ اسے دل میں سمونے کا بھی ہے تاکہ ہر شخص ایک زندہ مثال بن جائے یہ کام ذاتی کوششوں کا متقاضی ہے اس کے نتیجے میں یہ چیز کلچرل زبان کا حصہ بن جاتی ہے اور انجیل مقدس عوامی کلچر کا نہایت قیمتی اثاثہ۔

دیہاتوں میں بہت سی نئی چھوٹی چھوٹی عیسائی آبادیاں جنم لے رہی ہیں۔ جو مختلف علاقوں میں تقسیم ہیں اور انہوں نے تنکوں اینٹوں یا سیمنٹ کے گرجے بنا رکھے ہیں چرچ کی خدمات کے نمایاں پہلوؤں میں ریاست کے تعاون سے نوع انسان کی ترقی اور نشوونما اس کی تعلیم، صحت اور سماجی بہبود کی خدمات میں مدد کرنا شامل ہے۔

چاڈ میں چرچ اس افسوسناک صورتحال سے پوری طرح باخبر ہے کہ جنگ اور طویل برسوں کی خشک سالی نے پسماندگی، اور مصائب کو جنم دیا ہے۔ این جمینا کے بشپ حلقے نے ایک تنظیم قائم کی ہے۔ جس کا مقصد اس علاقے میں امداد اور ترقیاتی پروگراموں کو منظم اور مربوط کرنا ہے۔ چاڈین اور غیر ملکی انجینئیر اور ماہرین زراعت ایک پادری کی زیر نگرانی مقامی لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں کہ وہ کس طرح اپنی مدد آپ کے تحت اپنی ترقی کے لیے کام کر سکتے ہیں۔ ایس ای سی اے ڈی ای ڈ سی کے علاوہ اس طرز کی دیگر تنظیموں میں بینا کوڈ نیشنل (چاڈ میں چرچ کی امدادی اور ترقیاتی سکیموں کو مربوط کرنے والا ادارہ) ان ایڈز فارمیشن (زرعی تربیتی ادارہ) سماجی اور تہذیبی امور کا ادارہ "لاسورس" کتابوں کی تقسیم کرنے والا سی ای ایف او ڈی (دستاویزی مرکز) کرافٹس سنٹر وغیرہ شامل ہیں۔

چرچ کے پاس اس وقت 45 نرسری اور پرائمری سکول ہیں جن میں 18 ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔ 4 سیکنڈری سکول ہیں جن میں طلبہ کی تعداد 1687 ہے جبکہ ایک مقامی سکول ہے یہ ہائی سکول، جس میں 500 طلبہ پڑھتے ہیں اپنی کارکردگی اور سازوسامان کی سہولت کے لحاظ سے پورے چاڈ میں سب سے موثر ترین ادارہ ہے۔

چرچ کے طبی مراکز میں 2 ہسپتال، 25 میڈیکل سنٹر کوڑھ کا ایک مرکز، بوڑھے اور معذور لوگوں کے لیے دو گھر اور اسی طرز کی دیگر امدادی تنظیمیں موجود ہیں جنہیں حکومت نے ماڈل سنٹر قرار دیا ہے۔ اسی طرح جنوب میں گاونڈی کے دیہاتی علاقے میں ایک ہسپتال، ایک ڈسپنسری اور شعبہ امداد صحت کام کر رہا ہے۔

چاڈ ایک لادینی ریاست ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں مذہبی آزادی اور مذاہب کے درمیان تعاون اور مکالمے کی گنجائش پائی جاتی ہے۔ اس پہلو سے ہمیں امید ہے کہ ملک کے تمام گروہوں میں جلد ہی باہمی مطابقت اور افہام و تفہیم پیدا ہوجائے گی جو کہ چاڈ کے عوام کے بہتر مستقبل کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ (فائڈز انٹر نیشنل میں چھپنے والی رپورٹ کی تلخیص)

نائجیریا کے مشنری افریقہ سے باہر بھیجے جارہے ہیں

ای سی ڈبلیو اے مشنری اور ایوانجیلیکل مشنری سوسائٹی کے سابق صدر اور ایوانجیلیکل چرچز آف افریقہ (ای سی ڈبلیو اے) کے موجودہ صدر پانیا بابا نے نائجیریا میں اپنی توسیعی سرگرمیوں کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے "پلس" کی حالیہ اشاعت میں چھپنے والے انکے انٹرویو کو یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ یہ یاد رہے کہ ای ایم ایس نے نائجیریا میں دیگر مشنوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ مشنری باہر روانہ کیے 1987ء میں انکی تعداد 729 تھی۔

س) نائجیریا کے لوگوں میں مشنوں کے لیے جو دلچسپی پائی جاتی ہے اس کی موجودہ صورتحال کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

* دلچسپی میں مزید اضافہ ہورہا ہے۔ خصوصاً نوجوانوں میں جو حالیہ دلچسپی بڑھی ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہ تھی چرچوں کی تعداد اور خاص طور پر دیسی چرچوں میں اضافہ ہوا ہے عیسائیت اور مذاہب کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے پھیل رہی ہے۔

س) اس کے پیچھے کون سے عامل کارفرما ہیں؟

* اس کی وجہ ایوانجل ازم (تبلیغ عیسائیت) ہے یہ ایوانجل ازم کئی طریقوں سے کیا جارہا ہے اور اس کام میں بہت سے لوگ شریک ہیں۔ بہت سی انجیل کی جماعتیں ہیں جو دور دراز کے علاقوں میں جارہی ہیں۔ بہت سے گوسپل چرچز اور مشنریاں ایسی ہیں جو شہروں میں لاتعداد مہمات چلائے ہوئے ہیں۔ اس لیے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ چرچ میں توسیع نہ ہو۔

س) آپ کی اہم ضروریات کون سی ہیں؟

* ایک ہی مسئلہ جس کا ہمیں سامنا ہے وہ مالیات میں کمی کا ہے۔ ہمارے پاس مشنری ہیں بہت سے لوگ ہیں جو بطور مشنری باہر نکلنا چاہتے ہیں مسئلہ صرف یہ ہے کہ ان کی امداد کے لیے رقم کیسے فراہم کی جائے۔ زیادہ مشنری باہر بھیجنے کا انحصار سرمائے پر ہے جو ہمارے پاس مناسب مقدار میں نہیں ہے۔ یہ ہیں رکاوٹیں ان سے قطع نظر، میری نظر میں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو انجیل کی تعلیمات میں رکاوٹ ہو۔ اگرچہ کچھ ملکوں میں ایذا رسانی سے کام لے رہا ہے اور نو مذہبوں پر جبر و تشدد ہورہا ہے لیکن یہ مسائل تعلیمات مقدس کے پھیلاؤ میں حائل نہیں ہورہے۔